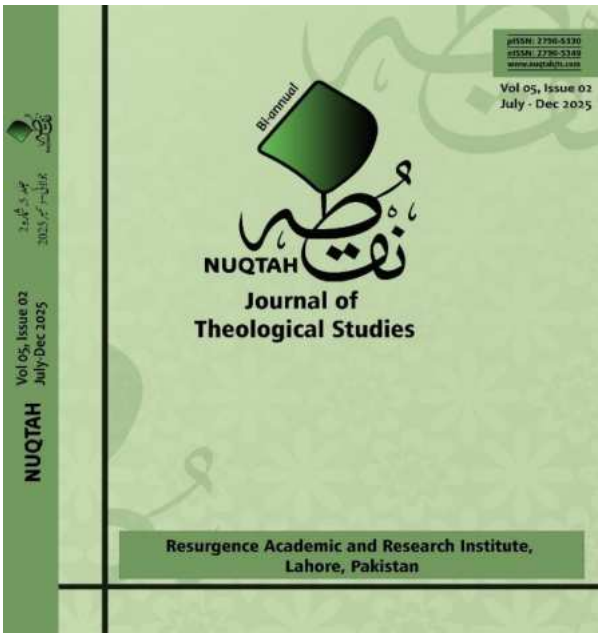

Nuqtah Journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages: English, Urdu, Arabic

p-ISSN: 2790-5330 e-ISSN: 2790-5349

https://nuqtahjts.com/index.php/njts

Published by:

Resurgence Academic and Research Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

نظامِ زکوٰۃ: عصرِ حاضر کے سماجی بحران کا متبادل حل

The Zakat System: An Alternative Solution to Contemporary Social Crises

Hassan Shakeel
Ph.D. Research Scholar;
Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Pakistan
Email: malikhassan4030@gmail.com

Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari
Head, Department of Islamic Studies,
University of Gujrat, Pakistan
Email: hamid.farooq@uog.edu.pk

Published online: 29 Dec, 2025

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:

https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

Abstract

Zakat is more than a pillar of faith; it is a comprehensive socio-economic framework designed to foster equitable wealth distribution and social justice. This study explores the multifaceted dimensions of Zakat, moving beyond its ritualistic interpretation to highlight its role as a dynamic economic engine. By discouraging the hoarding of capital and encouraging the "velocity of money," Zakat transforms stagnant wealth into a circulating force that fuels aggregate demand and stimulates overall productivity. Drawing upon classical Islamic scholarship, such as Imam al-Ghazali's emphasis on spiritual ethics and Shah Waliullah's concept of social solidarity, the article posits that Zakat serves as a unique "socio-spiritual" remedy for class-based societal divisions. In the modern era, the research emphasizes the necessity of institutionalizing Zakat to achieve broader development objectives, including the United Nations' Sustainable Development Goals (SDGs). It further evaluates how emerging financial technologies like Blockchain and FinTech can revolutionize Zakat administration by enhancing transparency, reducing administrative leakages, and ensuring the direct transfer of funds to the needy. Unlike secular tax systems, Zakat creates a voluntary spiritual obligation that significantly mitigates the issues of tax evasion. Furthermore, the study presents Zakat as a viable, interest-free alternative to the exploitative debt-based global financial order, offering a "charity-based" model for international welfare. Ultimately, the article concludes that a well-organized, institutionalized Zakat system provides a robust social safety net, mitigates inflationary pressures, and guarantees economic dignity and empowerment for the marginalized segments of society.

Keywords: Zakat, Wealth Distribution, Socio-Economic Welfare, Money Velocity, FinTech Administration

1. تعارف و تمہید:

زکوٰۃ اسلام کے اقتصادی ڈھانچے کا ایک بنیادی ستون ہے، جسے محض ایک مالی عبادت سمجھنا اس کے وسیع تر معاشی اور سماجی مقاصد سے صرفِ نظر کرنے کے مترادف ہے۔ اسلام کا معاشی نظام دولت کے ارتکاز (Concentration of Wealth) کو روک کر اسے "رواں دواں دریا" کی طرح گردش میں لاتا ہے، جس سے معاشرے کے محروم طبقات تک دولت کی منصفانہ تقسیم ممکن ہوتی ہے۔ اس مقالے میں زکوٰۃ کو محض ایک "خیراتی رقم" کے بجائے ایک "ادارہ جاتی فلاحی نظام " (Institutionalized Welfare System) کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو غربت کے خاتمے، معاشی عدم توازن کو دور کرنے اور سماجی یکجہتی (Social Solidarity) پیدا کرنے کی بے پناہ صلاحیت رکھتا ہے۔ آج کی جدید معیشت میں جہاں سرمایہ دارانہ نظام دولت کو چند ہاتھوں میں سمٹ کر اسے "بند پانی" بنا دیتا ہے، وہاں زکوٰۃ کا نظام اس جمود کو توڑ کر اسے متحرک کرتا ہے۔ زکوٰۃ نہ صرف دولت کی گردش (Money Velocity) کو بڑھاتی ہے، بلکہ یہ غربت کے خاتمے، روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور سماجی تحفظ (Social Safety Net) فراہم کرنے کا سب سے مؤثر ذریعہ بھی ہے۔ یہ مقالہ جدید دور کے ان معاشی چیلنجز کا علمی محاسبہ کرتا ہے جو غربت، مہنگائی اور معاشی بحران کی صورت میں پوری انسانیت کو درپیش ہیں۔ اس میں جدید مالیاتی ٹیکنالوجی (FinTech) اور بلاک چین کے استعمال کو زکوٰۃ کے نظام میں شفافیت لانے کے لیے بطورِ حل تجویز کیا گیا ہے۔ یہ مطالعہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ زکوٰۃ کا نظام، اگر اپنی روح اور جدید انتظام کے ساتھ نافذ کیا جائے، تو یہ نہ صرف معاشی بحرانوں سے نمٹنے کا بہترین متبادل ہے بلکہ یہ پوری دنیا میں سماجی عدل و انصاف کے قیام کے لیے ایک قابلِ عمل نمونہ بھی ہے۔

2. زکوٰۃ: لغوی واصطلاحی مفہوم

عربی زبان میں "زکوٰۃ" کا مادہ (ز۔ک۔و) ہے، جس کے لغوی معنی "پاک ہونا"، "بڑھنا" اور "نشوونما پانا" کے ہیں۔[1]

امام راغب اصفہانیؒ "المفردات" میں لکھتے ہیں:

"أصل الزكاة: النماء الحاصل عن بركة الله تعالى، ويقال للقدر المخرج من المال زكاة، لأنه يوجب البركة في المال أو يزكي النفس[2]".

زکوٰۃ کی اصل وہ بڑھوتری ہے جو اللہ تعالیٰ کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔ مال سے نکالے جانے والے حصے کو زکوٰۃ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ مال میں برکت کا سبب بنتی ہے یا نفس کو پاک کرتی ہے۔

لغوی معنی سے ہی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلامی معیشت میں دولت کا "نکالنا" اسے "کم" کرنا نہیں بلکہ اسے "بڑھانا" ہے۔ یہ جدید معاشیات کے اس تصور کے عین مطابق ہے جہاں دولت کی گردش (Velocity of Money) معاشی نمو کا باعث بنتی ہے۔ جب مال سے زکوٰۃ نکالی جاتی ہے تو وہ مال "پاک" ہو جاتا ہے اور معاشرے کے ضرورت مندوں تک پہنچ کر معاشی نشوونما کا ذریعہ بنتا ہے۔

اصطلاحِ شرع میں زکوٰۃ سے مراد مال کے ایک مخصوص حصے کو، جو نصاب کو پہنچ جائے، مخصوص شرائط کے ساتھ مخصوص مصارف پر صرف کرنا ہے۔[3]

3. صدقہ اور خیرات کا مفہوم وفرق

"صدقہ" کا لفظ "صدق" (سچائی) سے نکلا ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ خرچ کرنے والا اپنے دعویِ ایمان میں سچا ہے۔ صدقہ کی دو اقسام ہیں: "واجبہ" (جیسے زکوٰۃ، فطرہ) اور "نافلہ" (عام خیرات)۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ "حجۃ اللہ البالغہ" میں صدقہ کے فلسفے پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"إن الصدقة تطفئ غضب الرب، وتدفع ميتة السوء، وهي دواء لأمراض القلوب[4]".

بے شک صدقہ رب کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے، بری موت کو ٹالتا ہے، اور یہ دلوں کے امراض کی دوا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کے اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ صدقہ صرف ایک معاشی عمل نہیں بلکہ ایک "روحانی علاج" بھی ہے۔ معاشی نقطہ نظر سے صدقہ معاشرے میں "سماجی یکجہتی" (Social Solidarity) پیدا کرتا ہے۔ جب امیر طبقہ اپنی مرضی سے (نفل صدقات کے ذریعے) غریبوں پر خرچ کرتا ہے، تو طبقاتی نفرت ختم ہوتی ہے اور ایک پرامن معاشی ماحول جنم لیتا ہے۔

4. زکوٰۃ کی شرعی حیثیت اور اہمیت

زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک ہے۔ قرآن مجید میں بیاسی (82) مقامات پر زکوٰۃ کا ذکر "نماز" کے ساتھ ملا کر کیا گیا ہے، جو اس کی غیر معمولی اہمیت کی دلیل ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا[5]"

اے نبی! ان کے مالوں میں سے صدقہ (زکوٰۃ) لیجیے جس کے ذریعے آپ انہیں پاک کریں اور ان کا تزکیہ کریں۔

اس آیت میں لفظ "خُذْ" (لیجیے) اس بات کی علامت ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی ریاست کی ذمہ داری ہے، یہ محض ایک اختیاری عطیہ نہیں ہے۔ زکوٰۃ کا مقصد "تطہیر" (پاک کرنا) ہے۔ یہ مالدار کے دل سے مال کی وہ محبت نکالتی ہے جو اسے دوسروں کے استحصال پر ابھارتی ہے۔ معاصر اسکالر ڈاکٹر یوسف القرضاوی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ کا مقصد فرد کی شخصیت اور معاشرے کی معیشت دونوں کو ان برائیوں سے پاک کرنا ہے جو دولت کے ارتکاز سے پیدا ہوتی ہیں۔[6]

نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ کی ادائیگی کو اسلام کی بنیاد قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَ إِقَامِ الصَّلاَةِ، وَ إِيتَاءِ الزَّكَاةِ[7]"...

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ ادا کرنا

5. نظامِ زکوٰۃ کا معاشی فلسفہ: دولت کی گردش

سرمایہ دارانہ معیشت میں دولت کا ارتکاز (Concentration of Wealth) سب سے بڑا بگاڑ ہے، کیونکہ وہاں دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر "گڑھے کا پانی" بن جاتی ہے۔ اسلام "نظامِ زکوٰۃ" کے ذریعے اس دولت کو "رواں دواں دریا" بنا دیتا ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی زکوٰۃ کے معاشی فلسفے پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"زکوٰۃ کا اصل مقصد یہ ہے کہ دولت معاشرے کے جسدِ اجتماعی میں گردش کرتی رہے۔ یہ دولت کو اوپر کے طبقے سے نچلے طبقے کی طرف منتقل کرنے کا ایک ایسا خودکار پمپ ہے جو معاشرے میں معاشی ناہمواری کو ایک خاص حد سے بڑھنے نہیں دیتا۔[8]"

مولانا مودودی کا "پمپ" والا استعارہ انتہائی جامع ہے۔ جس طرح انسانی جسم میں خون کی گردش زندگی کی ضمانت ہے، اسی طرح معیشت میں دولت کی گردش "معاشی زندگی" کی ضامن ہے۔ زکوٰۃ انفرادی بچتوں (Hoarded Capital) پر ڈھائی فیصد سالانہ ٹیکس لگا کر اسے مارکیٹ میں واپس لاتی ہے، جس سے اشیاء کی طلب (Aggregate Demand) پیدا ہوتی ہے اور پیداواری عمل تیز ہوتا ہے۔

6. تطہیرِ نفس اور معاشی اخلاقیات

اسلامی معیشت میں زکوٰۃ کا ایک فلسفہ "بخل (Greed)" کا خاتمہ ہے۔ بخل معاشی توازن کو بگاڑتا ہے کیونکہ بخیل شخص دولت کو جمع کرتا ہے اور اسے معاشی عمل میں شامل نہیں ہونے دیتا۔

امام غزالیؒ "احیاء العلوم" میں زکوٰۃ کے باطنی فلسفے پر لکھتے ہیں:

"إن الله تعالى تعبد العباد بالزكاة ليطهر قلوبهم من دنس البخل، وليعودهم السخاء، فإن حب المال مهلك[9]".

بے شک اللہ تعالیٰ نے بندوں پر زکوٰۃ اس لیے فرض کی تاکہ ان کے دلوں کو بخل کی گندگی سے پاک کرے اور انہیں سخاوت کا عادی بنائے، کیونکہ مال کی محبت ہلاک کر دینے والی ہے۔

امام غزالیؒ نے معیشت کے "نفسیاتی پہلو" کو اجاگر کیا ہے۔ جب معاشرے کے مالدار افراد سخی ہوتے ہیں، تو وہ سرمایہ کاری (Investment) کے لیے بھی فراخ دلی دکھاتے ہیں اور مزدوروں کی اجرت میں بھی بخل نہیں کرتے۔ یوں زکوٰۃ کے ذریعے پیدا ہونے والی "سخاوت" پوری معیشت میں خوشحالی اور عدل کا باعث بنتی ہے۔

7. زکوٰۃ اور ٹیکس میں فرق: ایک معاشی موازنہ

جدید ماہرینِ معاشیات اکثر زکوٰۃ کو "ٹیکس" کے برابر قرار دیتے ہیں، لیکن ان دونوں میں بنیادی فرق ہے۔ ٹیکس ریاست کی ضرورت کے لیے لگایا جاتا ہے، جبکہ زکوٰۃ اللہ کا حکم ہے جس کے مصارف اللہ نے خود طے کر دیے ہیں۔

معروف معاشی مفکر ایم۔ عمر چپرا لکھتے ہیں:

"Zakat is different from secular taxes because it is an act of worship. It creates a spiritual obligation that ensures compliance even in the absence of state enforcement, whereas taxes are often avoided through legal loopholes."[10]

زکوٰۃ دنیاوی ٹیکسوں سے مختلف ہے کیونکہ یہ ایک عبادت ہے۔ یہ ایک ایسا روحانی فریضہ پیدا کرتی ہے جو ریاستی جبر کی عدم موجودگی میں بھی ادائیگی کو یقینی بناتا ہے، جبکہ ٹیکسوں سے اکثر قانونی سقم نکال کر بچا جاتا ہے۔

عمر چپرا کا یہ تجزیہ انتہائی اہم ہے۔ ٹیکس چوری (Tax Evasion) پوری دنیا میں ایک سنگین معاشی مسئلہ ہے۔ لیکن زکوٰۃ چونکہ ایمان کا حصہ ہے، اس لیے ایک مسلمان اسے اپنا مذہبی فریضہ سمجھ کر ادا کرتا ہے۔ یہ "رضاکارانہ تعمیل (Voluntary Compliance)" نظامِ زکوٰۃ کو دنیا کے کسی بھی ٹیکس سسٹم سے زیادہ مؤثر اور کامیاب بناتی ہے۔

8. نظامِ زکوٰۃ اور سماجی تحفظ

زکوٰۃ کا ایک بنیادی مقصد "سماجی تحفظ" فراہم کرنا ہے۔ یہ ان لوگوں کا حق ہے جو معاشی عمل میں حصہ لینے کے قابل نہیں ہیں (جیسے معذور، بیوہ، یتیم)۔

ابن حزم اندلسیؒ "المحلیٰ" میں لکھتے ہیں:

"فرض على الأغنياء من أهل كل بلد أن يقوموا بفقرائهم، ويجبرهم السلطان على ذلك إن لم تقم الزكوات بهم[11]".

ہر شہر کے مالداروں پر فرض ہے کہ وہ اپنے غریبوں کی کفالت کریں، اور اگر زکوٰۃ کافی نہ ہو تو حکمران انہیں اس پر مجبور کر سکتا ہے۔

ابن حزمؒ کا یہ قول ثابت کرتا ہے کہ اسلام میں "معاشی کفالت" ریاست کی اولین ذمہ داری ہے۔ زکوٰۃ اس کفالت کا پہلا ذریعہ ہے۔ جب معاشرے کے کمزور طبقات کو زکوٰۃ کے ذریعے معاشی تحفظ ملتا ہے، تو وہ جرائم اور اخلاقی پستی سے بچ جاتے ہیں، جو کہ ایک مستحکم معیشت کے لیے ناگزیر ہے۔

9. خیرات اور انفاقِ عام کا کردار

زکوٰۃ کے علاوہ نفل صدقات اور خیرات (انفاق) معیشت میں وہ خلا پر کرتے ہیں جو قانونی حدود سے باہر رہ جاتا ہے۔ قرآن مجید "انفاق" کی ترغیب دیتے ہوئے اسے "اللہ کو قرض" دینے سے تعبیر کرتا ہے۔

ارشاد ہے:

"مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً[12]"

کون ہے وہ جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے، پھر اللہ اسے اس کے لیے کئی گنا بڑھا دے۔

اللہ کو قرض دینے کا مطلب بندوں پر خرچ کرنا ہے۔ یہ آیت معاشی نفسیات کو مہمیز دیتی ہے۔ جب انسان کو یقین ہوتا ہے کہ اس کا خرچ کیا ہوا مال "ضائع" نہیں ہو رہا بلکہ "بڑھ" رہا ہے، تو وہ معاشی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔ یہ عمل معاشرے میں مادی و روحانی توازن پیدا کرتا ہے۔

زکوٰۃ و صدقات کے معاشی مقاصد اور تقسیمِ دولت پر اثرات

اسلامی نظامِ معیشت میں زکوٰۃ و صدقات محض انفرادی نیکی کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک مربوط سماجی و معاشی نظام (Socio-Economic System) کے کلیدی اجزاء ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد معاشرے میں معاشی توازن پیدا کرنا، دولت کے ارتکاز کو روکنا اور معاشرے کے محروم طبقات کو معاشی عمل میں شامل کرنا ہے۔ جدید معاشیات میں "تقسیمِ دولت (Distribution of Wealth) "ایک پیچیدہ مسئلہ ہے، جہاں سرمایہ دارانہ نظام "اوپر سے نیچے کی طرف بہاؤ (Trickle-down effect) " کے غیر یقینی نظریے پر یقین رکھتا ہے، وہاں اسلام "زکوٰۃ و صدقات" کے ذریعے دولت کی منصفانہ اور یقینی منتقلی کا نظام پیش کرتا ہے۔ اس مبحث میں ہم زکوٰۃ و صدقات کے ان معاشی مقاصد کا علمی جائزہ لیں گے جو انسانی معاشرت پر گہرے اور دوررس اثرات مرتب کرتے ہیں۔

1. غربت کا خاتمہ اور معاشی خود کفالت (Poverty Alleviation)

زکوٰۃ کا اولین اور بنیادی معاشی مقصد غربت کا خاتمہ ہے۔ اسلام غربت کو صرف ایک سماجی برائی نہیں سمجھتا، بلکہ اسے ایمان کے لیے خطرہ قرار دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی ایک مشہور دعا ہے:

"اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ[13]"

اے اللہ! میں کفر اور فقر (غربت) سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

آپ ﷺ نے کفر اور فقر کو ایک ساتھ ذکر فرمایا، جو اس بات کی علامت ہے کہ انتہائی غربت انسان کو کفر کی حدود تک لے جا سکتی ہے۔ زکوٰۃ اس فقر کا علاج ہے۔ معاشی نقطہ نظر سے زکوٰۃ کا مقصد غریب کو صرف "زندہ رکھنا" نہیں بلکہ اسے "خود کفیل (Self-sufficient) "بنانا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک زکوٰۃ اتنی دی جانی چاہیے جو غریب کی زندگی بھر کی ضرورت پوری کر دے یا اسے کسی کاروبار کے قابل بنا دے۔[14] یہ نظریہ جدید "پائیدار ترقی (Sustainable Development) " کے تصور سے ہم آہنگ ہے، جہاں مچھلی دینے کے بجائے مچھلی پکڑنا سکھایا جاتا ہے۔

2. ارتکازِ دولت کی روک تھام (Prevention of Wealth Concentration)

سرمایہ دارانہ نظام کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹ جاتی ہے، جس سے معاشرے میں طبقاتی خلیج بڑھتی ہے۔ قرآنِ مجید نے اس رجحان کی سختی سے نفی کی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ[15]"

تاکہ یہ (دولت) تمہارے مالداروں ہی کے درمیان نہ پھرتی رہے۔

یہ آیت اسلامی معاشیات کا زریں اصول ہے۔ زکوٰۃ اس اصول کا عملی نفاذ ہے۔ جب ہر سال مال کے مجموعی ذخیرے پر ڈھائی فیصد زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، تو وہ مالدار شخص کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اس مال کو منجمد (Idle) رکھنے کے بجائے گردش میں لائے۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی اپنی شہرہ آفاق تصنیف "فقہ الزکاۃ" میں لکھتے ہیں:

"إن الزكاة ليست ضريبة تؤخذ، بل هي أداة لإعادة توزيع الدخل القومي بشكل يحقق التوازن الاجتماعي[16]".

بے شک زکوٰۃ محض لیا جانے والا ٹیکس نہیں ہے، بلکہ یہ قومی آمدنی کی اس طرح سے دوبارہ تقسیم کا آلہ ہے جو سماجی توازن کو یقینی بناتا ہے۔

قرضاوی کے اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ زکوٰۃ "انکم ری ڈسٹری بیوشن (Income Redistribution) "کا وہ فطری طریقہ ہے جو کسی جبر کے بغیر معاشی توازن قائم رکھتا ہے۔

3. مجموعی طلب میں اضافہ (Stimulating Aggregate Demand)

معاشیات کا اصول ہے کہ غریب طبقے کی "صرفِ دولت کی رغبت (Propensity to Consume) "امیر طبقے سے زیادہ ہوتی ہے۔ جب دولت زکوٰۃ کے ذریعے غریب تک پہنچتی ہے، تو وہ اسے بنیادی ضروریات (خوراک، لباس، مکان) پر خرچ کرتا ہے۔

معروف معاشی مفکر جان مینارڈ کینز (John Maynard Keynes) کے نظریات کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو زکوٰۃ "مجموعی طلب (Aggregate Demand) " کو بڑھاتی ہے۔ کینز لکھتا ہے:

"The redistribution of income in favor of those with a higher propensity to consume will increase the effective demand and stimulate economic activity."[17]

آمدنی کی ایسی تقسیم جو ان لوگوں کے حق میں ہو جن کی خرچ کرنے کی رغبت زیادہ ہے، مؤثر طلب میں اضافہ کرے گی اور معاشی سرگرمیوں کو مہمیز دے گی۔

کینز کا یہ نظریہ چودہ سو سال پہلے کے نظامِ زکوٰۃ کی معاشی افادیت کی تائید کرتا ہے۔ جب زکوٰۃ غریب کے ہاتھ میں آتی ہے، تو وہ مارکیٹ میں اشیاء خریدتا ہے، جس سے تاجروں کا مال بکتا ہے، کارخانے چلتے ہیں اور روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ یوں زکوٰۃ پوری معیشت کے لیے ایک "انجن" کا کام کرتی ہے۔

4. سرمایہ کاری کی ترغیب (Incentive for Investment)

زکوٰۃ کا نظام "مردہ سرمائے (Hoarded Money) "پر جرمانہ (Penalty) کی طرح ہے، جو سرمایہ کار کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنے مال کو تجارت یا صنعت میں لگائے تاکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے باوجود اس کا اصل مال کم نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ نے اس حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اتَّجِرُوا فِي أَمْوَالِ الْيَتَامَى لا تَأْكُلُهَا الصَّدَقَةُ[18]"

یتیموں کے مال سے تجارت کرو تاکہ (بیٹھ کر کھائے جانے کی صورت میں) صدقہ (زکوٰۃ) اسے ختم نہ کر دے۔

یہ حدیثِ مبارکہ معاشی توازن کا ایک عظیم نکتہ پیش کرتی ہے۔ اگر مال کو تجارت میں نہ لگایا جائے تو ڈھائی فیصد سالانہ کٹوتی سے وہ چند سالوں میں ختم ہو سکتا ہے۔ لہٰذا، صاحبِ مال اپنے سرمائے کو گردش میں لانے پر مجبور ہوتا ہے۔ یہ "گردشِ زر (Velocity of Money) "معاشی نمو (Economic Growth) کا باعث بنتی ہے۔ یوں زکوٰۃ معیشت کو "جمود (Stagnation) "سے نکال کر "تحرک (Dynamism) "عطا کرتی ہے۔

5. سماجی تحفظ کا نظام (Social Safety Net)

جدید ریاستوں میں "سوشل سیکیورٹی" کا تصور بہت بعد میں آیا، جبکہ اسلام نے "مصارفِ زکوٰۃ" کے ذریعے معاشرے کے آٹھ کمزور طبقات کو مستقل تحفظ فراہم کیا۔

قرآنِ مجید میں مصارف کا ذکر یوں ہے:

"إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ[19]"

صدقات (زکوٰۃ) تو صرف فقراء، مساکین، زکوٰۃ کے عاملین، جن کے دلوں کی تالیف مقصود ہو، گردنوں کو چھڑانے، قرض داروں، اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے ہیں۔

ان آٹھ اصناف میں "الغارمین" (قرض داروں) کا ذکر معاشی استحکام کے لیے انتہائی اہم ہے۔ اگر کوئی تاجر دیوالیہ ہو جائے یا کوئی شخص قرض کے بوجھ تلے دب جائے، تو زکوٰۃ اسے دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہ "فنانشل بیل آؤٹ (Financial Bailout) "کا وہ خدائی نظام ہے جو معاشی خودکشیوں اور بے راہ روی کو روکتا ہے۔ ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی کے بقول، زکوٰۃ معاشرے کے ہر فرد کو معاشی بقا کی ضمانت دیتی ہے۔[20]

6. طبقاتی نفرت کا خاتمہ اور سماجی ہم آہنگی

معاشی مقاصد کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کے سماجی اثرات بھی گہرے ہیں۔ جب امیر طبقہ اپنی دولت کا ایک حصہ غریب کو دیتا ہے، تو غریب کے دل میں امیر کے خلاف حسد اور نفرت کے بجائے ہمدردی اور دعا کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ "حجۃ اللہ البالغہ" میں لکھتے ہیں:

"إن الزكاة تدفع غائلة الحسد، وتؤلف بين قلوب الأغنياء والفقراء، فتنقلب العداوة إلى مودة[21]".

بے شک زکوٰۃ حسد کی برائی کو دور کرتی ہے، اور امیروں و غریبوں کے دلوں میں الفت پیدا کرتی ہے، جس سے دشمنی محبت میں بدل جاتی ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کا یہ نکتہ معاشی استحکام کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ معیشت اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک معاشرے میں امن و سکون نہ ہو۔ طبقاتی جنگ (Class Struggle) جس کا ذکر کارل مارکس نے کیا، اس کا اصل حل زکوٰۃ و صدقات میں ہے، کیونکہ یہ "دولت کی نفرت" کو "دولت کی تقسیم" کے ذریعے ختم کرتے ہیں۔

7. جدید معاصر علماء کی آراء اور نظامِ زکوٰۃ کا کردار

عصرِ حاضر کے معاشی چیلنجز کے تناظر میں مولانا تقی عثمانی اور دیگر علماء نے زکوٰۃ کے نظام کو جدید خطوط پر استوار کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

"زکوٰۃ کا نظام اگر اجتماعی طور پر منظم کیا جائے، تو یہ کسی بھی ملک کے بجٹ خسارے کو کم کرنے اور سماجی ترقی کے منصوبوں کو بغیر کسی سودی قرضے کے چلانے کی طاقت رکھتا ہے۔[22]"

مولانا تقی عثمانی کا یہ موقف ثابت کرتا ہے کہ زکوٰۃ صرف انفرادی صدقہ نہیں بلکہ ایک "قومی معاشی پالیسی" ہے۔ اگر زکوٰۃ کو جدید اداروں (Institutionalized) کے ذریعے جمع اور تقسیم کیا جائے، تو یہ بھکاری پن کا خاتمہ کر سکتی ہے اور تعلیم و صحت کے شعبوں میں انقلاب لا سکتی ہے۔

8. زکوٰۃ اور افراطِ زر (Inflation) کا تعلق

ایک اہم معاشی پہلو یہ ہے کہ زکوٰۃ افراطِ زر کو کنٹرول کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ جب دولت کی گردش بڑھتی ہے اور پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے، تو اشیاء کی قیمتیں مستحکم رہتی ہیں۔ اس کے برعکس، سودی نظام میں دولت کا ارتکاز قیمتوں میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

ڈاکٹر محمد عزیز احمد اپنی تحقیق میں لکھتے ہیں:

"The Islamic fiscal system, led by Zakat, stabilizes the economy by reducing the gap between productive investment and monetary supply, thereby curtailing inflationary pressures."[23]

زکوٰۃ کی سربراہی میں اسلامی مالیاتی نظام پیداواری سرمایہ کاری اور مالی سپلائی کے درمیان فرق کو کم کر کے معیشت کو مستحکم کرتا ہے، جس سے افراطِ زر کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔

عصرِ حاضر کے معاشی چیلنجز اور نظامِ زکوٰۃ کا ادارہ جاتی کردار

اکیسویں صدی کی عالمی معیشت شدید عدم توازن، طبقاتی خلیج اور قرضوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کے تحت وضع کردہ معاشی پالیسیاں امیر اور غریب کے فرق کو مٹانے میں ناکام ثابت ہوئی ہیں۔ ایسی صورتحال میں نظامِ زکوٰۃ محض ایک انفرادی فریضہ کے طور پر نہیں، بلکہ ایک منظم ریاستی اور ادارہ جاتی ڈھانچے (Institutional Framework) کے طور پر ابھرتا ہے۔ عصرِ حاضر میں زکوٰۃ کی وصولی، اس کا انتظام اور جدید معاشی مسائل (جیسے کرنسی کی قدر میں کمی، شیئرز، اور صنعتی اثاثے) ایسے چیلنجز ہیں جن کا حل نکالے بغیر زکوٰۃ کے حقیقی معاشی ثمرات حاصل نہیں کیے جا سکتے۔ اس مبحث میں ہم جدید دور میں زکوٰۃ کے ادارہ جاتی نظم اور معاصر علماء کے اجتہادی رجحانات کا علمی محاکمہ کریں گے۔

1. انفرادی زکوٰۃ بمقابلہ ادارہ جاتی انتظام (Institutionalization)

اسلامی تاریخ اور قرآن و سنت کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہے کہ زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کا اصل طریقہ "ادارہ جاتی (Institutional) " ہے۔ قرآن مجید نے زکوٰۃ کے مصارف میں "العاملین علیہا" (زکوٰۃ کا عملہ) کا ذکر کر کے اس کے سرکاری اور منظم ہونے کی بنیاد رکھی ہے۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"إن تنظيم الزكاة مؤسسياً هو الأصل في الإسلام، ولم يترك الشارع الحكيم أمر الزكاة لضمائر الأفراد فحسب، بل جعل للدولة سلطة الإشراف والتحصيل والتوزيع[24]".

بے شک زکوٰۃ کو ادارہ جاتی طور پر منظم کرنا ہی اسلام میں اصل ہے۔ شارعِ حکیم نے زکوٰۃ کے معاملے کو محض افراد کے ضمیر پر نہیں چھوڑا، بلکہ ریاست کو اس کی نگرانی، وصولی اور تقسیم کا اختیار دیا ہے۔

ڈاکٹر قرضاوی کا یہ موقف عصرِ حاضر کے معاشی چیلنجز کے حل کے لیے کلیدی اہمیت رکھتا ہے۔ جب زکوٰۃ انفرادی طور پر دی جاتی ہے، تو وہ اکثر چھوٹی چھوٹی رقوم کی صورت میں بکھر جاتی ہے اور کسی بڑے معاشی منصوبے (جیسے ہسپتال، تعلیمی ادارے یا مائیکرو فنانس) کا ذریعہ نہیں بن پاتی۔ ادارہ جاتی نظم کے ذریعے زکوٰۃ کے فنڈز کو یکجا کر کے اسٹریٹجک سطح پر غربت کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاصر مفکرین زکوٰۃ کے مستقل "بیت المال" یا "زکوٰۃ فاؤنڈیشنز" کے قیام پر زور دیتے ہیں۔

2. جدید اثاثوں پر زکوٰۃ: فقہی و معاشی چیلنجز

عصرِ حاضر میں مال کی صورتیں بدل چکی ہیں۔ اب صرف سونا، چاندی یا مویشی ہی مال نہیں، بلکہ شیئرز (Shares)، بانڈز (Bonds)، انشورنس پالیسیاں اور صنعتی مشینری بھی مال کی جدید شکلیں ہیں۔ ان پر زکوٰۃ کا وجوب ایک اہم علمی بحث ہے۔

شیئرز پر زکوٰۃ کے حوالے سے مولانا تقی عثمانی صاحب کی رائے انتہائی مستند مانی جاتی ہے:

"جو شیئرز نفع کمانے اور تجارت کی نیت سے خریدے گئے ہوں، ان کی پوری مارکیٹ ویلیو پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔ لیکن اگر شیئرز طویل مدتی سرمایہ کاری کے لیے ہوں، تو صرف ان کے نفع اور کمپنی کے قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کے بقدر حصہ پر زکوٰۃ ہو گی۔[25]"

مولانا تقی عثمانی کا یہ اجتہاد معاشی توازن کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ جدید کارپوریٹ سیکٹر میں اربوں روپے شیئرز کی صورت میں منجمد ہیں۔ اگر ان پر زکوٰۃ کا صحیح میکانزم وضع نہ کیا جائے تو دولت کا ایک بڑا حصہ گردش سے باہر رہے گا۔ معاشی عدل کا تقاضا ہے کہ "قابلِ نمو مال (Productive Wealth)" کی ہر شکل پر زکوٰۃ نافذ ہو تاکہ معاشی توازن برقرار رہے۔

3. کاغذی کرنسی کی قدر میں کمی اور نصابِ زکوٰۃ

جدید دور کا ایک بڑا معاشی چیلنج "افراطِ زر (Inflation) "اور کاغذی کرنسی (Fiat Money) کی قدر میں مسلسل کمی ہے۔ چاندی کے نصاب (52.5 تولہ) اور سونے کے نصاب (7.5 تولہ) کی قیمت میں اب زمین آسمان کا فرق آ چکا ہے۔

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اس معاشی ناہمواری پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"The huge gap between the price of Gold and Silver in modern times has made the Silver-based Nisab outdated. Relying on Silver today often brings the lower-middle class into the net of Zakat payers, which contradicts the spirit of easing the burden on the less wealthy." [26]

جدید دور میں سونے اور چاندی کی قیمتوں میں پائے جانے والے وسیع فرق نے چاندی پر مبنی نصاب کو غیر متعلقہ بنا دیا ہے۔ آج چاندی کے نصاب پر انحصار کرنے سے نچلا متوسط طبقہ بھی زکوٰۃ دینے والوں کے زمرے میں آ جاتا ہے، جو کم مالدار لوگوں پر بوجھ کم کرنے کی اسلامی روح کے منافی ہے۔

ڈاکٹر صدیقی کا یہ تجزیہ معاصر معاشی حقیقت کی عکاسی کرتا ہے۔ فقہائے اسلام کے ایک گروہ کی رائے ہے کہ موجودہ دور میں "سونے کا نصاب" یا "اوسط نصاب " (Average Nisab) اختیار کرنا چاہیے تاکہ زکوٰۃ کا مقصد (امراء سے لینا اور فقراء کو دینا) صحیح معنوں میں پورا ہو سکے۔ یہ اجتہاد معاشی توازن قائم کرنے کے لیے ناگزیر ہے تاکہ وہ لوگ زکوٰۃ نہ دیں جو خود مشکل معاشی حالات کا شکار ہیں۔

4. زکوٰۃ اور پائیدار ترقی کے اہداف (SDGs)

اقوامِ متحدہ کے پائیدار ترقی کے اہداف (Sustainable Development Goals) میں پہلا ہدف "غربت کا خاتمہ" ہے۔ اسلامی نظامِ زکوٰۃ ان اہداف کو حاصل کرنے کا سب سے مؤثر مذہبی و معاشی طریقہ کار پیش کرتا ہے۔

اسلامک ڈویلپمنٹ بینک (IsDB) کی ایک رپورٹ کے مطابق:

"Zakat as an institutional tool can bridge the financing gap required to achieve SDGs in Muslim-majority countries. If properly collected and managed, it can provide billions of dollars for healthcare, education, and sanitation."[27]

زکوٰۃ ایک ادارہ جاتی آلے کے طور پر مسلم اکثریتی ممالک میں پائیدار ترقی کے اہداف (SDGs) کے حصول کے لیے درکار مالیاتی فرق کو ختم کر سکتی ہے۔ اگر اسے صحیح طریقے سے جمع اور منظم کیا جائے، تو یہ صحت، تعلیم اور صفائی کے لیے اربوں ڈالر فراہم کر سکتی ہے۔

یہ رپورٹ ثابت کرتی ہے کہ زکوٰۃ محض ایک "خیراتی رقم" نہیں بلکہ ایک "ترقیاتی فنڈ (Development Fund) "ہے۔ جدید دور میں زکوٰۃ کو "مائیکروفنانسنگ " (Micro-financing) کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، جہاں غریبوں کو چھوٹے کاروبار شروع کرنے کے لیے بلا سود رقم فراہم کی جائے تاکہ وہ ہمیشہ کے لیے زکوٰۃ لینے والوں کے بجائے زکوٰۃ دینے والوں کی صف میں شامل ہو جائیں۔ یہ "معاشی بااختیاری (Economic Empowerment) "کا بہترین نمونہ ہے۔

5. زکوٰۃ کی وصولی میں ٹیکنالوجی اور فن ٹیک (FinTech) کا کردار

عصرِ حاضر میں بلاک چین (Blockchain) اور ڈیجیٹل ادائیگیوں نے زکوٰۃ کے انتظام کو شفاف بنانے کے نئے مواقع پیدا کیے ہیں۔ شفافیت کی کمی زکوٰۃ کے اداروں پر عدم اعتماد کا باعث بنتی ہے، جس کا حل جدید ٹیکنالوجی میں موجود ہے۔

معاصر معاشی محقق ڈاکٹر ہمایوں ڈار لکھتے ہیں:

"The integration of FinTech in Zakat collection ensures transparency and direct transfer to the needy. Smart contracts can automate the distribution process, minimizing administrative costs and ensuring that Zakat reaches its rightful recipients instantly."[28]

زکوٰۃ کی وصولی میں فن ٹیک (مالیاتی ٹیکنالوجی) کا انضمام شفافیت اور ضرورت مندوں کو براہِ راست منتقلی کو یقینی بناتا ہے۔ اسمارٹ کنٹریکٹس تقسیم کے عمل کو خودکار بنا سکتے ہیں، جس سے انتظامی اخراجات کم ہوتے ہیں اور زکوٰۃ کے صحیح حقداروں تک فوری رسائی یقینی ہوتی ہے۔

ڈاکٹر ڈار کی یہ تجویز زکوٰۃ کے "ادارہ جاتی نظم" کو جدید چیلنجز سے ہم آہنگ کرنے کے لیے بہترین ہے۔ جب زکوٰۃ دینے والے کو یہ یقین ہوگا کہ اس کا ایک ایک روپیہ ٹیکنالوجی کے ذریعے صحیح مصرف پر لگ رہا ہے، تو نظامِ زکوٰۃ پر اعتماد بڑھے گا اور قومی معیشت میں زکوٰۃ کا حجم کئی گنا بڑھ جائے گا۔ یہ "ڈیجیٹل زکوٰۃ (Digital Zakat) "کا تصور اسلامی معیشت کے مستقبل کے لیے انتہائی امید افزا ہے۔

6. زکوٰۃ اور کارپوریٹ سوشل ریسپانسبلٹی (CSR)

جدید معیشت میں کمپنیاں اپنی آمدنی کا ایک حصہ سماجی بہبود پر خرچ کرتی ہیں جسے CSR کہا جاتا ہے۔ اسلامی تناظر میں، کمپنیوں پر عائد زکوٰۃ اس CSR کا ایک لازمی اور منظم حصہ بن سکتی ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اس حوالے سے فرماتے ہیں:

"اسلامی ریاست میں تجارتی کمپنیوں اور کارخانوں سے زکوٰۃ کی وصولی کا ایسا طریقہ ہونا چاہیے کہ وہ معیشت پر بوجھ نہ بنے بلکہ صنعتی ترقی اور سماجی عدل کے درمیان توازن پیدا کرے۔[29]"

مولانا مودودی کا یہ نکتہ صنعتی توازن (Industrial Balance) کے لیے کلیدی ہے۔ اگر کارپوریٹ سیکٹر اپنی زکوٰۃ کو منظم طریقے سے ادا کرے، تو ریاست کو بھاری بھرکم ٹیکس لگانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ یہ عمل سرمایہ کاروں کی حوصلہ افزائی بھی کرے گا اور معاشرے کے پسے ہوئے طبقات کو صنعتی نفع میں حصہ دار بھی بنا دے گا۔

7. غیر مسلموں کی فلاح اور زکوٰۃ کے علاوہ صدقات کا کردار

ایک اہم معاصر چیلنج یہ ہے کہ کیا زکوٰۃ غیر مسلموں کو دی جا سکتی ہے؟ جمہور فقہاء کے نزدیک زکوٰۃ صرف مسلمانوں کا حق ہے، لیکن معاصر حالات میں "مؤلفۃ القلوب" کی صنف اور "عام صدقات" کے ذریعے غیر مسلموں کی معاشی مدد کا دروازہ کھلا ہے۔

امام ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ کی روشنی میں معاصر علماء کہتے ہیں:

"إن سد خلة المحتاجين من غير المسلمين يكون من الصدقات العامة والبر، وهو واجب من واجبات الدولة المسلمة تجاه مواطنيها لضمان السلم الاجتماعي[30]".

غیر مسلم ضرورت مندوں کی حاجت روائی عام صدقات اور نیکی کے کاموں سے کی جائے گی، اور یہ مسلم ریاست کے فرائض میں سے ہے تاکہ اپنے شہریوں کے لیے سماجی امن کی ضمانت دی جا سکے۔

یہ موقف معاصر "تکثیری معاشروں (Pluralistic Societies) "میں معاشی توازن اور بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے ناگزیر ہے۔ زکوٰۃ مسلمانوں کے اندر معاشی توازن پیدا کرتی ہے، جبکہ عام صدقات اور بیت المال کے دیگر فنڈز پوری انسانیت کے لیے "سماجی تحفظ" فراہم کرتے ہیں۔ یہ اسلامی معیشت کی آفاقیت کی دلیل ہے۔

8.زکوٰۃ اور عالمی معاشی بحران(Global Economic Crises)

عالمی مالیاتی فنڈ (IMF) اور ورلڈ بینک کے سودی قرضوں نے ترقی پذیر ممالک کی معیشتوں کو مفلوج کر دیا ہے۔ نظامِ زکوٰۃ اور "بین الاقوامی زکوٰۃ فنڈ" کا قیام اس سودی چنگل سے نکلنے کا ایک مضبوط متبادل پیش کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر منور اقبال اس معاشی متبادل پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"A global Zakat fund managed by Islamic countries could eliminate world hunger and provide an interest-free alternative to exploitative international loans. It would shift the focus from 'debt-based' to 'charity-based' global welfare."[31]

اسلامی ممالک کے زیرِ انتظام ایک عالمی زکوٰۃ فنڈ دنیا سے بھوک کا خاتمہ کر سکتا ہے اور استحصالی بین الاقوامی قرضوں کا بلا سود متبادل فراہم کر سکتا ہے۔ یہ عالمی بہبود کی توجہ 'قرض' سے ہٹا کر 'انفاق' کی طرف منتقل کر دے گا۔

ڈاکٹر منور اقبال کا یہ تصور ایک مثالی اسلامی معاشی وژن کی عکاسی کرتا ہے، جس میں زکوٰۃ کو عالمی سطح پر مؤثر انداز میں استعمال کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔ واقعی، اگر شفافیت، دیانت داری اور مضبوط نظم و نسق کے ساتھ عالمی زکوٰۃ فنڈ قائم ہو، تو غربت اور بھوک جیسے مسائل میں نمایاں کمی آسکتی ہے۔ تاہم، عملی سطح پر مختلف ممالک کے سیاسی مفادات، انتظامی چیلنجز اور اعتماد کے فقدان جیسے مسائل اس منصوبے کی راہ میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ اس لیے اس تصور کو قابلِ عمل بنانے کے لیے بین الاقوامی تعاون، مؤثر گورننس اور جوابدہی ناگزیر ہے۔

خلاصہ:

زکوٰۃ کا نظام محض ایک مالیاتی عبادات نہیں بلکہ یہ اسلام کے معاشی فلسفے کی روح ہے، جس کا مقصد دولت کا ارتکاز روک کر معاشرے میں معاشی توازن قائم کرنا ہے۔ اس مقالے نے یہ ثابت کیا ہے کہ زکوٰۃ کس طرح دولت کو چند ہاتھوں سے نکال کر گردش میں لاتی ہے، جس سے معاشی نمو (Economic Growth) کو تقویت ملتی ہے اور غربت کا خاتمہ ممکن ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کو جب جدید دور کے اداروں (Institutional Framework) کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاتا ہے، تو یہ ایک طاقتور فلاحی ہتھیار بن جاتی ہے جو رغبت کے ساتھ ساتھ سماجی یکجہتی پیدا کرتی ہے۔ مقالے میں معاصر معاشی چیلنجز، جیسے افراطِ زر (Inflation) اور سرمائے کی منتقلی، کا حل زکوٰۃ کے نظام میں تلاش کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ کے مالیاتی فوائد کے ساتھ ساتھ اس کے "روحانی پہلو" پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، جو انسان کو مادہ پرستی سے نکال کر اخلاقی بلندیوں پر لے جاتا ہے۔ جدید مالیاتی ٹیکنالوجی کے ذریعے زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم کو شفاف بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے، تاکہ ضرورت مندوں تک براہِ راست رسائی یقینی بنائی جا سکے۔ آخر میں، یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ زکوٰۃ نہ صرف ایک مذہبی فریضہ ہے بلکہ یہ ایک مستحکم اور پرامن عالمی معاشرے کی تشکیل کے لیے ناگزیر ہے، جو کہ انسانی وقار اور معاشی عدل کا ضامن ہے۔

نتائج(Findings)

1. زکوٰۃ کا نظام دولت کا ارتکاز روکنے اور معاشی گردش کو یقینی بنانے کا بہترین آلہ ہے، جو کہ سرمایہ دارانہ نظام کے برعکس دولت کو چند ہاتھوں میں سمٹنے سے بچاتا ہے۔
2. زکوٰۃ محض ایک مالی عبادت نہیں بلکہ یہ ایک معاشی پالیسی ہے جو معاشرے میں 'سماجی یکجہتی' اور 'معاشی توازن' پیدا کر کے طبقاتی نفرتوں کا خاتمہ کرتی ہے۔

3. زکوٰۃ کا ادارہ جاتی انتظام (Institutionalization) شفافیت کو یقینی بناتا ہے اور اسے خیراتی رقم سے نکال کر ایک "ترقیاتی فنڈ" کی حیثیت دیتا ہے۔
4. جدید معاشی چیلنجز مثلاً افراطِ زر (Inflation) کے تدارک اور سرمایہ کاری (Investment) کے فروغ میں زکوٰۃ کا نظام سود پر مبنی مالیاتی نظام کا ایک مضبوط اور پرامن متبادل ہے۔
5. زکوٰۃ کا نظام صرف مسلمانوں تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کے فلاحی دائرہ کار میں غیر مسلم ضرورت مند بھی شامل ہو سکتے ہیں، جو اسلام کے انسانیت دوست پہلو کی غمازی کرتا ہے۔

حوالہ جات:

[1] محمد بن مکرم ابن منظور، لسان العرب، (بیروت: دار صادر، 1414ھ)، 4:358۔

Muhammad ibn Mukarram Ibn Manzur, Lisan al-'Arab, (Beirut: Dar Sader, 1414 AH), 4:358.

[2] الراغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، (دمشق: دار القلم، 1412ھ)، 380۔

Al-Raghib al-Isfahani, *Al-Mufradat fi Gharib al-Qur'an*, (Damascus: Dar al-Qalam, 1412 AH), p. 380.

[3] ابن عابدین شامی، رد المحتار علی الدر المختار، (بیروت: دار الفکر، 1992)، 2:256۔

Ibn 'Abidin al-Shami, *Radd al-Muhtar 'ala al-Durr al-Mukhtar*, (Beirut: Dar al-Fikr, 1992), 2:256.

[4] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغۃ، (قاہرہ: دار التراث، 2005)، 2:124۔

Shah Waliullah Muhaddith Dehlawi, *Hujjat Allah al-Baligha*, (Cairo: Dar al-Turath, 2005), 2:124.

[5] القرآن، سورۃ التوبہ، 9:103۔

The Qur'an, Surah At-Tawbah (9:103).

[6] یوسف القرضاوي، فقہ الزکاۃ، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1986)، 1:38۔

Yusuf al-Qaradawi, *Fiqh al-Zakat*, (Beirut: Mu'assasat al-Risalah, 1986), 1:38.

[7] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب دعاؤکم ایمانکم، (قاہرہ: دار الشعب)، حدیث نمبر: 8۔

Muhammad ibn Isma'il al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Book of Faith (Kitab al-Iman), Chapter: "Your supplication is your faith," (Cairo: Dar al-Sha'b), Hadith No. 8.

[8] سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامی معاشیات، (لاہور: اسلامی پبلیکیشنز، 2010)، 145۔

Sayyid Abul A'la Maududi, *Islamic Economics*, (Lahore: Islamic Publications, 2010), p. 145.

[9] ابو حامد الغزالی، إحیاء علوم الدین، (بیروت: دار المعرفۃ)، 1:213۔

Abu Hamid al-Ghazali, *Ihya' 'Ulum al-Din*, (Beirut: Dar al-Ma'rifah), 1:213.

[10] M. Umer Chapra, The Future of Economics: An Islamic Perspective, (Leicester: Islamic Foundation, 2000), 28.

[11] ابن حزم الاندلسی، المحلی بالآثار، (بیروت: دار الفکر)، 6:156۔

Ibn Hazm al-Andalusi, *Al-Muhalla bil-Athar*, (Beirut: Dar al-Fikr), 6:156.

[12] القرآن، سورۃ البقرہ، 2:245۔

The Qur'an, Surah Al-Baqarah (2:245).

[13] ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ما یقول اذا اصبح، (بیروت: المکتبۃ العصریہ)، حدیث نمبر: 5090۔

Abu Dawood Sulayman ibn al-Ash'ath, *Sunan Abi Dawood*, Book of Manners (Kitab al-Adab), Chapter: "What one says upon waking in the morning," (Beirut: Al-Maktabah al-'Asriyyah), Hadith No. 5090.

[14] ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی، کتاب الام، (بیروت: دار المعرفہ، 1393ھ)، 2:71۔

Abu 'Abdullah Muhammad ibn Idris al-Shafi'i, *Kitab al-Umm*, (Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1393 AH), 2:71.

[15] القرآن، سورۃ الحشر، 59:7۔

The Qur'an, Surah Al-Hashr (59:7).

[16] یوسف القرضاوي، فقہ الزکاۃ، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1986)، 2:954۔

Yusuf al-Qaradawi, *Fiqh al-Zakat*, (Beirut: Mu'assasat al-Risalah, 1986), 2:954.

[17] John Maynard Keynes, The General Theory of Employment, Interest and Money, (London: Palgrave Macmillan, 1936),

[18] محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی زکاۃ مال الیتیم، (قاہرہ: مصطفیٰ البابی)، حدیث نمبر: 641۔

Muhammad ibn 'Isa al-Tirmidhi, *Sunan al-Tirmidhi*, Book of Zakat (Kitab al-Zakah), Chapter: "What has been reported regarding the zakat of an orphan's wealth," (Cairo: Mustafa al-Babi), Hadith No. 641.

[19] القرآن، سورۃ التوبہ، 60:9۔

The Qur'an, Surah At-Tawbah (9:60).

[20] Nejatullah Siddiqi, Zakat in Modern Economy, (Leicester: The Islamic Foundation, 1985), 28.

[21] شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغۃ، (قاہرہ: دار التراث، 2005)، 2:138۔

Shah Waliullah Muhaddith Dehlawi, *Hujjat Allah al-Baligha*, (Cairo: Dar al-Turath, 2005), 2:138.

[22] محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2012)، 112۔

Muhammad Taqi Usmani, *Islam and Modern Economy and Trade*, (Karachi: Maktaba Ma'ariful Quran, 2012), p. 112.

[23] Muhammad Aziz Ahmad, The Economic System of Islam, (Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1970), 54.

[24] يوسف القرضاوي، فقه الزكاة، (بيروت: مؤسسة الرسالة، 1986)، 2:745۔

Yusuf al-Qaradawi, *Fiqh al-Zakat*, (Beirut: Mu'assasat al-Risalah, 1986), 2:745.

[25] محمد تقی عثمانی، فتاویٰ عثمانی، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2005)، 2:45۔

Muhammad Taqi Usmani, *Fatawa Usmani*, (Karachi: Maktaba Ma'ariful Quran, 2005), 2:45.

[26] Nejatullah Siddiqi, Islamic Economic Thought: Current Issues and Challenges, (London: Islamic Foundation, 2010), 82.

[27] Islamic Development Bank (IsDB), The Potential of Zakat in Achieving the SDGs, (Jeddah: IsDB Press, 2019), 14.

[28] Humayon Dar, FinTech and Islamic Social Finance: Opportunities and Risks, (Dubai: Cambridge IF Analytica, 2021), 67.

[29] سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامی معاشیات، (لاہور: اسلامی پبلیکیشنز، 2010)، 189۔

Sayyid Abul A'la Maududi, *Islamic Economics*, (Lahore: Islamic Publications, 2010), p. 189.

[30] تقی الدین احمد ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، (مدینہ منورہ: مجمع الملک فہد، 1995)، 28:540۔

Taqi al-Din Ahmad Ibn Taymiyyah, *Majmu' al-Fatawa*, (Madinah al-Munawwarah: King Fahd Complex), 1995), 28:540.

[31] Munawar Iqbal, Economic Challenges for the Muslim World in the 21st Century, (Jeddah: IRTI, 2002), 112.